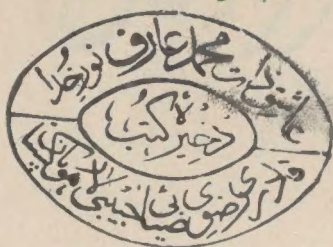


نقاب پویش درویش

فہر محمد عارف قادری عفی عنہ
5-11-85

مؤلف

سرفراز خان



ملکیتہ نقیب اہلسنت

پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

مكتبة
28.11.2



نقاب پوش درویش

مؤلف

سرفراز خان

مکتبہ نقیب اہلسنت

پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

نام کتاب _____ نقاب پوش درویش
 مطبع _____ مکتبہ نقیب اہلسنت چکوال
 ناشر _____
 کتابت _____
 تاریخ اشاعت _____
 تعداد _____ ایک ہزار
 قیمت _____ ۲۱ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ نقیب اہلسنت پوسٹ بکس ۶۳ چکوال

تعارف

دور دراز علاقوں شہروں اور دیہاتوں میں آٹھ دس افراد کا جتھا بارشِ شکیں با شرع صورتیں نہایت متوازن تہمند، شلوار پٹلیوں تک اٹھائے، بہتر کا ندھے یا سر پر رکھے مسواک ہاتھ میں نہایت سنجیدہ، مہربان (دوزخ کے خوف سے یا جنت کے لالچ میں) افراد کا پرکھ کر آپ نے دیکھا ہوگا؟

یا تسبیح ہاتھ میں، ہونٹھ چلتے ایک امیر کی رہبری میں آپ کے دروازے پر یا آپ کی دکان پر یا راہ چلتے، آپ نے خود کو ان شریفوں کا یہ حال بنے دیکھا ہوگا؟

یہی وہ درویش ہیں جن کے بارے میں ہم آپ سے کہنا چاہتے ہیں کہ ان کی ایک نقاب ہے جو آپ کے سامنے اٹھانا چاہتے ہیں عرف عام میں انہیں تبلیغی جماعت کہتے ہیں، جو آپ کو اپنے یہ حال میں لے کر کہہ رہے ہوں گے یا آپ سے التجا کر رہے ہوں گے کہ ذرا سیدھے ہو جائیں ہاتھ باندھ لیں، گردن جھکالیں، آنکھیں بند کر لیں، کان کھول لیں اور کلمہ پڑھیں، ان درویشوں کا یہ ابتدائی روشن ہے اگر آپ کو واسطہ پڑا ہو تو یقیناً یہ تجربات ہوئے ہوں گے، یا ممکن ہے پالیسی تبدیل کر دی گئی ہو۔ دس گھنٹی میٹھی باتیں آپ کے کھلے کانوں کے راستے آپ کے دل میں پھسستی چلی جا رہی ہوں گی، پھر آپ میں سے بعض اس اثر انگیز، مسموکن ادا سے متاثر ہوئے ہوں گے ان کے احکامات کی بجا آوری شروع کر دی ہوگی، دائرہ چھوڑ دی ہوگی، نمازیں پڑھنے لگے ہوں گے۔ اور لوگوں کو بھی اس کار خیر کی طرف ترغیب دینے کا شوق لگ گیا ہوگا۔

درویشوں کی یہ ابتدائی کارکردگی ہے جو یقیناً نہایت مستحسن ہے کس کافر کو ان کاموں سے برا یا پسند نہ کرتا ہو، کہ آپ نیکی کی راہ پر لگ گئے اگر یہ پوچھ لیا جائے حضرت! (حضرت) آپ کا تعلق کس جماعت یا کس فرقے سے ہے یہ اس لئے کہ کہیں کوئی مرزائی، یا دہائی ہمیں پہلا پھسلا کر گمراہ نہ کر رہا ہو عموماً لوگ، اچھے اور ماندس طریقے سے ہی اپنی لائن پر لے جا کر اپنی منوائے ہیں۔ ذرا یہ تو فرمائیے آپ کے پیشوا کون ہیں؟ آپ کے پسندیدہ علماء کے

اسمائے گرامی کیا ہیں؟ آپ کے نظریات و عقاید کیا ہیں؟

ان سوالوں کا جواب بالواسطہ کبھی نہیں دیا جائیگا۔ آپ سے کہا جائے گا۔ ہمارے اعمال خراب ہو گئے ہیں ہم اپنے اعمال کی اصلاح کریں، ہمارا تعلق کسی فرقے سے نہیں۔ اپنے آپ کو ایک ایسی جماعت کے طور پر روشناس کرائیں گے جس کا کام صرف نیکی کی طرف بلانا اور بُرے کاموں سے منع کرنا ہے، نیک کام کیا ہیں؟ بُرے کام کون سے ہیں؟ تبلیغی جماعت نیکی اور بدی کی تشریح بھی آگے چل کر کرتی ہے یہاں نہیں۔ لیکن اس وقت صرف اپنی جماعت کی افادیت اور اہمیت آپ کے ذہن نشین کرانا مقصود ہے، جب آپ ذرا مانوس ہو گئے، تو آپ کو اپنے اجتماعات میں، بلکہ پہلے محلے کی مسجد میں جمع ہونے کی دعوت دی جائے گی اور پھر بڑے اجتماعات میں آپ کو شریک کیا جائے گا۔

اجنبیت ختم ہو جانے کے بعد آپ کو اپنے ساتھ لے کر گشت کرایا جائے گا جس کو جماعت کی اصطلاح میں چلت پھرت بھی کہا جاتا ہے۔ گشت میں آپ مکمل مانوس ہو گئے اب آپ کو چلنے کو آئے جائیں گے اور دوسرے پردگراہوں سے متعارف کرانے کا مرحلہ شروع ہو جائے گا۔

جماعت کا یہ سائنٹیفک طریقہ ہے اس طریقے سے اچھے خالص سمجھدار لوگ بھی غیریت محسوس نہیں کرتے بلکہ ان کا طریقہ واردات اس طرح گھل مل جانے کا ہوتا ہے کہ کسی مرحلے پر بھی نو وارد کو اجنبیت محسوس نہیں ہوتے دیتے یہی ان کے کامیاب چھاپے کا راز بھی ہے۔ آپ کے عمل میں تبدیلی لائی گئی، اب سوچ کے دھارے موڑنے شروع کر دیئے گئے پہلے جماعت کا احترام سکھایا گیا پھر اس کو ذہن نشین کرایا گیا۔ کو چنگ کا یہ ایسا طریقہ ہے کہ آسانی سے قدم پیچھے نہیں ہٹایا جاسکتا، نہایت مجاہدت سے اپنے ساتھ چلنے پھرنے سے عمل میں تبدیلی لائی گئی، اس طرح جماعت کا تقدس دل میں بٹھایا گیا۔ سوچ کی تبدیلی آسان اور ممکن ہو گئی۔

اب دوسرے مرحلے میں عقاید کی تطہیر یا عقاید کا صفایا کرنے کا مرحلہ ہے، اب بتایا جائیگا کون عالم ہے کون درویش ہے کون پیر کون مولوی اچھا ہے اور کون اچھا نہیں ہے چونکہ اپنے اُن پر مکمل اعتماد کر لیا ہے لہذا آپ کو بتایا جا رہا ہے حضرت مولانا شاہ اسماعیل شہید کتنے بڑے

مجاہد اور فرشتہ انسان تھے کفر اور شرک کے خلاف جہاد کیا اپنی جان دے دی ان کی تقویۃ الایمان جیسی ایمان افزہ کتاب آپ کا عظیم کارنامہ ہے۔ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کیسے نیک صالح بزرگ ہیں ان کی کیا باتیں ہیں؟ سبحان اللہ، مولانا اشرف علی تھانوی بڑے پائے کے بزرگ تھے حضرت حسین احمد مدنی جیسا عامل صالح بزرگ آج تک نہ گزرنا آئندہ ہو گا اور نکلاں نکلاں مولویوں نے دین میں بدعت پیدا کر دی وہ بدعتی ہیں بدعتیوں سے بچو، شرک بہت بڑا ظلم ہے اللہ سب گناہ معاف کر دے گا لیکن شرک معاف نہیں کرے گا یہ بدعتی، شرک کرتے ہیں ان کی شرکیہ رسموں سے بچو، یہ شرکیہ رسمیں کیا ہیں؟ فاتحہ و درود، میلاد و قیام، صلوة و سلام ان شرکیہ رسموں سے بچو، شرک بہت بڑا ظلم ہے اللہ سب گناہ معاف کر دے گا لیکن شرک معاف نہیں کرے گا۔ سوچ میں تبدیلی آگئی، اعتماد میں بھٹکی آتی گئی۔ اب شرک کی فہرست میں اضافہ ہونے لگا حتیٰ کہ آپ یقین کے اس درجے پر خود کو محسوس کریں گے کہ مسلمان تو صرف آپ ہی ہیں اور آپ کی جماعت والے باقی سب مشرک ہیں لیکن اب بھی احتیاط چاہیے ابھی بہت کام کرنا ہے آپ انکے پیچھے نماز پڑھیں، مشرکوں کے پیچھے، دین کی ترقی کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے صحابہ کرام شروع شروع میں ایسا ہی کیا کرتے تھے اپنے دین کو ظاہر نہیں ہونے دیا کرتے تھے اپنے اصلی دین کو خطرے کی جگہ ظاہر نہ کرنا صحابہ کی سنت ہے لہذا مشرکوں کے ساتھ میل جول، ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھنا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ ضروری ہے البتہ جب آپ آپس میں ملیں تو ان کے خلاف جی کھول کر کہہ سکتے ہیں، ان مشرکوں پر دانت بیس سکتے ہیں ان کی کمزوریوں کے خلاف حماد قائم کر سکتے ہیں۔ پراپیگنڈہ ہم چلا سکتے ہیں لیکن احتیاط یہ کرنا ہے کہ انہیں محسوس نہ ہونے دیں وہ اور تم الگ الگ ہو، ان کے پیچھے نماز پڑھو، ان کی شرکیہ رسموں میں شمولیت اختیار کر دو حتیٰ کہ ان کے ساتھ شامل ہو کر صلوة و سلام پڑھو ان کا یہ فعل اگرچہ شرک ہو گا لیکن تم یہ شرک ایک نیک کام کے لئے کر رہے ہو لہذا تمہاری یہ بہت بڑی نیکی ہوگی، بڑا جہاد ہو گا، جب آپ دیکھیں کہ آپ کے حریف آپ سے طاقتور ہیں تو آپ کو صلح جوئی، اسلامی بھائی چارے اور بُرائی کے خلاف جہادی باتیں کرنی چاہئیں اس سے دوہرا فائدہ ہو گا ایک تو آپ کے نیک ہونے صلح جو ہونے کا پرچار ہو گا آپ کے مخالف کو چپ ہونا پڑے گا، انہیں اس نیکی کی طرف لگا کر پیچھے سے جو چاہیں کر سکتے ہیں، نیکی بہت بڑی

شے ہے۔ آپ دوسروں کو دوسری نیکی کی طرف راغب کریں اور خود نہایت سمجھداری سے
کریں جس کے لئے آپ نے یہ نقاب اوڑھ رکھا ہے۔

حضرت گرامی !! یہ نقاب پوش درویشوں کا تقارن تھا، انہیں سمجھنے میں آپ کو مدد ملی ہوگی۔
یہ حضرات اپنے اعتقادات اپنے معمولات مجھوڑے قسم کے حسینوں کی طرح زیر نقاب رکھتے ہیں
وجہ سے کہ وہ اپنا سلسلہ نسب (اپنے پیشواؤں) کا نام بتانا بھی مناسب نہیں سمجھتے۔ اگر ابتدائی مرحلے
ان سے پوچھ لیا جائے کہ وہ مولانا عطاءزی اور ان کی حفظ الایمان والی بات کیسی ہے؟ اور اسماعیل
کی تقویت الایمان اور مولوی انبیٹھوی کی براہین قاطعہ اور مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتاویٰ کے
میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ تو کمرہ مکہ جاتے ہیں کہ ہمارا تو ان سے کوئی تعلق ہی نہیں۔ ہماری جماعت
سے کوئی تعلق نہیں رکھتی، یہ انبیاء کے نفرت قدم پر چلنے والی جماعت ہے۔ ان کے پردہ گرام انبیاء کی طرح
لوگوں کو ہدایت پر بلانا۔

یہ نقاب پوش درویش وہابیت کا ہر اول دستہ ہیں جو اپنی وہابیت کو اخفائیں رکھ کر خالص نجد
کے لئے راستہ ہموار کرنا چاہتی ہے اور اس راستہ کو شاہراہ دیوبند کے ساتھ ملا کر نجد کے پلیٹ فارم
تک پہنچا دینا چاہتے ہیں۔

اگر یہ لوگ صاف گو اور راست گو ہوتے تو کیوں ان شرکیہ باتوں کو مصلحتاً اختیار کرتے اور کیوں
انہیں یہ نقاب اوڑھنے کی ضرورت محسوس ہوتی اپنے دل کے روگ کو چھپانے کے لئے لقیہ کی ماہ
اختیار کر رکھی ہے، ان کے اس مارے پردہ گرام کو دیکھتے ہوئے کہنا پڑتا ہے کہ یہ باشرع صورتیں
مکین شکیں سنجیدہ چہرے خشک ہونٹ نہ جنت کے لالچ میں اور نہ دوزخ کے خوف سے موکے
جا رہے ہیں۔ بلکہ اپنے آسیتوں میں چھپے ہوئے زہر آلود خبجروں کے استعمال میں لاسے یا ان کے
افتہ ہو جانے کے خوف سے یہ وضع بنا رکھی ہے۔ یہ بادہ اوڑھ رکھا ہے اور یہ نقاب ڈال رکھی ہے
آئیں اس منافقت کا پردہ چاک کر دیں اور اس حسین نقاب کو الٹ دیں جس کے نیچے نہایت بھیاں
چہرہ چھپا ہوا، یہ سارا دھندلا ان مکین شکوں نے جو اختیار کر رکھا ہے اور آپ کے ساتھ کیا
برتاؤ کرنا چاہتے ہیں، ان کے قول، ان کی طفویت کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور اس کے
نقاب کے غاڑے ذرا توجہ سے دیکھیں کہ کیا قیامت برپا کرنے والے ہیں۔

اس جماعت کے مؤسس و بانی مولانا محمد ایساں ہیں جو اپنی جماعت کے حوالے سے پہچانے جاتے ہیں، کبھی فرد جماعت کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے اور کبھی جماعت فرد یا افراد کے تشخص کے متعارف ہوتی ہے۔ وہابیت کے گھٹے سرسبد کے طور پر، مولانا رشید احمد گنگوہی، مولانا تھانوی مولانا نانوتوی کو ہم وہابیت کے حوالے سے پہچانتے ہیں اور مشرب رشیدیہ اور ذوق قاسمیت کے حوالے سے وہابیت پہچانی جاتی ہے۔

اسی طرح مولانا محمد ایسا جس جماعت کے بانی ہیں لیکن جماعت کے حوالے سے بیان جاتے ہیں۔
پکا ذوق اور مشرب اسی طرح عیاں ہے جس طرح اُن کی ذات اور ان کی جماعت کی باہم نسبت۔

مولانا محمد الیاس

آپ کی ولادت مسئلہ ۱۸۷۱ء میں ہوئی آپ کا تاریخی نام اختر ایاس ہے۔ آپ تین بھائی تھے سب سے بڑے سوتیلے بھائی مولانا محمد صاحب تھے محمد ایاس اور محمد یحییٰ سگے بھائی تھے میوات کے علاقے میں آپ کے والد مولانا محمد اسماعیل امام مسجد تھے اور ایک چھوٹا سا مدرسہ بنا رکھا تھا آپ کے بھائی مولانا محمد یحییٰ، مولانا رشید احمد گنگوہی کی خدمت میں چلے گئے اور وہیں قیام اختیار کر لیا تھا لیکن مولانا محمد ایاس کبھی اپنے والد کے پاس اور کبھی کاندھل میں اپنے تہل چلے جایا کرتے تھے مشغلت پدری کی وجہ سے اپنے والد کے پاس رہتے ہوئے تعلیم کی طرف پوری توجہ نہ دے سکے، اس لئے مولانا محمد یحییٰ اپنے والد سے اجازت لے کر بھائی کو اپنے ساتھ گنگوہ لے گئے، اس طرح آپ ۱۳ سالہ ہیں جب کہ آپ کی عمر گیارہ سال تھی گنگوہ آ گئے اور یہیں پڑھنا شروع کیا۔ مولانا گنگوہی کی جب وفات ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر ۱۲ سال تھی گویا ۱۰، ۱۱ سال گنگوہی صاحب کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا اور محمد یحییٰ صاحب اپنے بھائی کی تعلیم کی طرف توجہ دیتے تو تھے لیکن محمد ایاس کا دل تعلیم کی طرف نہیں بلکہ علماء کی محفل میں بیٹھنے پر لگتا تھا، اس لئے پڑھنے کی طرف توجہ نہ دیتے تھے۔

مولانا گنگوہی عموماً طلباء کو بیت نہ کہتے تھے لیکن آپ کے "حالات" دیکھ کر آپ کو طالب علمی ہی میں بیت کر لیا تھا اور مولانا گنگوہی سے ایسا قلبی لگاؤ پیدا ہو گیا تھا کہ آپ کے بغیر آپ کو چین ہی نہ آتا تھا۔ رات کو کبھی کبھی اٹھ کر آپ کی خدمت میں آ جاتے آپ کا چہرہ دیکھ کر واپس آ جاتے، حضرت کو بھی آپ کے حال پر ایسی ہی شفقت تھی فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے بھائی سے کہا کہ اگر حضرت اجازت دے دیں۔ تو میں حضرت کے قریب بیٹھ کر مطالعہ کیا کروں، مولانا محمد یحییٰ نے حضرت سے ذکر کیا فرمایا حضراتہ نہیں الیاس کی وجہ سے میری خلوت اور طبیعت میں انتشار پیدا نہیں ہوگا۔

مولانا فرماتے تھے کہ جب میں ذکر کرتا تھا تو مجھے ایک بوجھ سا محسوس ہوتا تھا، حضرت سے ذکر کیا تو حضرت تھرا گئے اور فرمایا کہ مولانا قاسم صاحب نے یہی شکایت حاجی صاحب سے فرمائی تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ اللہ آپ سے کوئی کام لے گا۔

آپ کی اس حالت کا تذکرہ دوسرے واقعات سے بھی ملتے ملتے ملفوظات میں ایک روایت ہے آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کنتم خیر امتہ اخرجت للناس تاملون بالمرءوف وتنبہون علی المنکر" کی تفسیر خراب میں یہ القاء ہوئی کہ تم مثل انبیاء علیہم السلام کے لوگوں کے واسطے ظاہر کئے گئے ہو۔

اس پیغمبرانہ سوچ کا تسلسل آپ کی زندگی کے ہر دور میں موجود ہے گویا پیدائش سے موت تک یہ پیغمبرانہ افکار آپ پر مسلط رہے، آپ کے بچپن کی ایک روایت ہے کہ امی بی جو مولانا کی مانی اماں یقیناً آپ پر بہت شفقت کرتی تھیں۔ فرمایا کرتیں کہ اضر مجھے تجھ سے صحابہ کی خوشبو آتی ہے کبھی پلٹھ پر محبت سے ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کیا بات ہے کہ تیرے ساتھ مجھے صحابہ کی سی صورتیں چلتی پھرتی نظر آتی ہیں، اور غالباً آپ کی طبیعت کا پڑھنے کی طرف نہ آنا بھی پیغمبرانہ وصف ہی تھا۔

وفات کے وقت کا یہ قصہ "شیخ الحدیث (مولانا ذکریا) اور مولانا محمد یوسف صاحب کو حکم ہوا کہ لوگوں کو میدان کے نیچے جمع کیا جائے اور اس سے خطاب کیا جائے" وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل کے مضمون سے بڑھ کر اس موقع کے لئے تعزیت و موعظت کیا ہو سکتی ہے؟ (دینی دعوت) آپ کو یاد ہو گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے موقع پر حضرت ابو بکر صدیق نے یہی آیت تلاوت کر کے لوگوں کو صبر کی تلقین فرمائی تھی اور یہاں بھی یہی پیغمبرانہ شان موجود ہے، ما خود مولانا محمد ایاس صاحب نے ایک مکتوب میں فرمایا تھا کہ اگر حق تعالیٰ کسی کام کو لینا نہیں چاہتے تو چاہے انبیاء بھی کتنی کوشش کریں تب بھی ذرہ نہیں مل سکتا اور اگر کرنا چاہیں تو تم جیسے ضعیف سے بھی وہ کام لیں جو انبیاء سے بھی نہ ہو سکے "درکایت ایاس"

یہی وہ محفوم طریقہ ہے جو سلسلہ بسلسلہ اور درجہ بدرجہ اکابرین دیوبند میں کارفرما رہا۔ دیوبند کا یہ محفوم ذوق ہے جس کے مولانا قاسم نانوتوی سرچشمہ ہیں اور مسلک دیوبند کو ولایت ہوا تھا۔ مولانا محمد ایاس کو بھی اس میں داخلہ نصیب ہوا تھا۔

مشرب رشیدیہ کے گوارے میں آپ کی تربیت ہوئی وہیں آپ کے افکار پر دلائل چڑھے، جسمانی طور پر نہایت کمزور تھے گنگوہہ میں قیام کے دوران آپ کی صحت مزید خراب ہو گئی۔ دوسرا دورہ پڑنے لگا جس کی وجہ سے ہفتوں سر جھکانا مشکل ہو جاتا تھا حتیٰ کہ تکبیر پر سجدہ کرنا بھی ممکن نہ تھا۔ اس شدید بیماری اور بھونکاؤں کی کمزوری کی وجہ سے سلسلہ تعلیم جاری نہ رہ سکا (ویسے بھی آپ کا پڑھنے میں

جی نہیں لگتا تھا، ایک روز بھائی نے کہا آخر پڑھ کر کیا کر دے ؟

مولانا رشید احمد کی وفات کے بعد ۱۲۶ھ میں تمام کمزوریوں کے باوجود مولانا محمود الحسن کے درس میں شامل ہو کر دیوبند کی میٹریکولر ڈیپارٹمنٹ سے فارغ التحصیل ہو کر سند حاصل کر لی، اور روحانی تربیت کے لئے بھی مولانا محمود الحسن سے درخواست کی لیکن انہوں نے مولانا خلیل احمد سے تربیت پانے کا مشورہ دیا چنانچہ سلوک کی منزلیں خلیل احمد کی نگرانی میں طے کیں۔

جب مولانا رشید احمد گنگوہی کا انتقال ہوا تو اس وقت مولانا ایسا حضرت کے سر پرانے موجود تھے سورہ یسین پڑھ رہے تھے حضرت کی موت کا اثر آپ پر بہت زیادہ ہوا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ددغم زندگی میں سب سے زیادہ ہوئے ایک والد کے انتقال کا دوسرا حضرت جی کی وفات کا، مولانا رشید احمد کی وفات کے بعد آپ پر سکوت طاری ہو گیا آخر مراقبہ کی حالت میں رہتے تھے دن بھر میں کوئی ایک آدھ بات کر لیتے تھے

آپ کے والد کی وفات کے بعد آپ کے بھائی مولانا محمد صاحب نے بنگلہ والی مسجد میں امامت سنبھال لی تھی ۱۲۳ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو وہ اسی مسجد میں امامت کر رہے تھے یہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ بھی تھا جو آپ کے والد نے قائم کیا تھا جس میں میوات کے بچے پڑھتے تھے مولانا محمد ایسا جب بھائی کے کفن و دفن سے فارغ ہوئے تو عقیدت مندوں نے آپ سے اصرار کیا کہ وہ یہیں قیام کریں والد اور بھائی کی جگہ کو نہ چھوڑیں آپ سے مدرسہ کی امداد کا وعدہ بھی کیا گیا۔ چنانچہ آپ نے ٹھہرنے کا وعدہ کر لیا۔ تجنیز و تکفین سے فارغ ہو کر واپس سہارنپور آئے تاکہ وہاں سے اجازت حاصل کر لے جائیں

میوات اور تبلیغ کا آغاز

دہلی کے جنوب کا علاقہ میوات کہلاتا ہے آپ کے والد اور بھائی نے اس علاقے میں دینی خدمات کے صلے میں کافی احترام حاصل کر لیا تھا جب آپ نے قیام اختیار کیا تو آپ تبلیغ کو باضابطہ طور پر آگے بڑھانے کی اسکیم پر غور کرنے لگے آپ کا خیال تھا کہ لوگوں کی حالت بھیرٹا بکریوں کی طرح ہے ایک خزانہ دُور کو دس فرمایاں پیدا ہو جاتی ہیں چنانچہ وہ دن رات اس معاملے پر غور کرنے لگے اور اس راہ پر حائل رکاوٹوں کا جائزہ لیتے رہے۔ اسی دوران حج پر جانے کا ارادہ کر لیا، وہاں پہنچ کر چھ ماہ قیام کیا اور

واپسی پر تبلیغی گشت کا پروگرام شروع کیا۔

اس تبلیغ کے متعلق مولانا کہا کرتے تھے کہ اس تبلیغ کا طریقہ مجھ پر خواب میں منکشف ہوا اور فرمایا کہ ”مولانا تھانوی نے بڑا کام کیا ہے یہ راول چاہتا ہے کہ تعلیم انکی ہو اور طریقہ تبلیغ میرا ہو کہ اس طرح ان کی تعلیم عام ہو جائے“، دوسری جگہ فرمایا کہ ”حضرت تھانوی سے تعلق بڑھانے کا، حضرت کی برکت سے استفادہ کرنے اور ترقی درجات کی کوششوں میں حصہ لینے اور حضرت کی روح کی مسرتوں کو بڑھانے کا سب سے اعلیٰ اور محکم ذریعہ یہ ہے کہ حضرت کی تعلیمات اور ہدایت پر استقامت کی جائے اور ان کو زیادہ سے زیادہ پھیلایا جانے کی کوشش کی جائے“ اس طرح تھانوی صاحب کی ایک حسرت بھی پوری ہو جاتی ہے جو آپ کہا کرتے تھے کہ ”اگر مجھے کہیں سے پیسہ مل جائے تو دیکھتا ہوں کہ لوگ دبا بی کیسے نہیں ہوتے“ چنانچہ حج سے واپسی پر مولانا محمد ایاس نے اس پروگرام کو عملی شکل دینے کا کام شروع کر دیا اور حضرت تھانوی اور حضرت لنگوہی کے مشن کو کامیاب بنانے کے لئے بے مزر اور خاموش طریقہ اپنا کو مهم کو تیز کر دیا۔

اہل نجد کی حماقتوں کے سبب دہا بیت خاصی بدنام ہو گئی تھی اور اس کے پھیلنے پھولنے میں رکاوٹیں پڑ رہی تھیں تو اس کا ایک ذیلی شعبہ ادارہ دیوبند تشکیل دینا پڑا اور جب دیوبندی نے یہی سہی کسر پوری کر دی تو پروگرام کے تحت تبلیغ کا مشن شروع کر دیا گیا یہ نیا شعبہ قائم کر کے ان غلطیوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کی گئی جو اب تک پے در پے کی گئی تھیں، اس شعبے سے لکھنے پڑھنے کے تمام اوزار واپس لے لئے گئے یہ کام (لکھنا پڑھنا) اس جماعت کے لئے ممنوع قرار دے دیا گیا۔ جو اس کے بانی کے مزاج کے عین مطابق تھا، اس کی ترویج و تبلیغ زبانی کلامی مناسب سمجھی گئی ان پڑھوں کے اس شعبے نے عموماً عرصہ میں بہت ترقی کی اور عرصہ افزا نتائج پیدا کئے اور یہاں تک خود کفیل ہو گئے کہ جن کی بلی، انہیں ہی میاؤں کرنے لگی، اور خود وہابیوں کے اندرونی حلقوں کے تانک میں دم کر دیا، اس کی جھبکیاں ہم آئندہ صفحات میں پیش کریں گے۔

سعودی حکومت سے امداد

دوسرے حج پر جب روانہ ہوئے تو تبلیغی کام چل نکلا تھا اور اس قابل ہو چکا تھا کہ بطور تونہ

کہیں بھی پیش کیا جاسکتا تھا۔ مولانا محمد ایاس اپنی کامیابیوں پر بہت خوش تھے، اور اس خوشی
 اظہار سعودی حکمرانوں سے کیا اور اپیل کی کہ اس کار خیر میں ان کی مدد کی جائے۔ چنانچہ وہاں قیام کے
 دوران سعودی حکومت کے با اثر افراد سے ملاقاتیں کیں جس کے نتیجے میں آپ کی بہت حوصلہ افزائی
 کی گئی اور یقین دلایا کہ اس کام کو جاری رکھیں اس کے لئے سعودی حکومت ہر طرح کی امداد فرا
 کرے گی یہ وعدے پہلے جج کے موجب پر بھی کئے گئے تھے چنانچہ اب اس موقع پر دوبارہ حکمرانوں
 سے جب ملاقات ہوئی تو بہت خوش تھے۔ اگرچہ بعض لوگوں نے معاملات میں رخنہ ڈالنے کی
 کوشش کی لیکن انہیں کامیاب نہیں ہونے دیا گیا، شیخ عربی الحسن کے بڑے بھائی شیخ عبداللہ بن الحرم
 سے بار بار ملاقاتیں ہوئیں یہ دونوں بھائی محمد بن عبدالوہاب کے پوتے پڑپوتے تھے اور شیخ عربی بن الحرم
 سعودی حکومت کے چیف جسٹس (قاضی القضاہ) تھے ان کے ساتھ بار بار ملاقاتوں سے انجمن
 دور ہو گئیں چونکہ کچھ لوگ تبلیغی جماعت کے متعلق غلط تاثر دے رہے تھے (یعنی عقیدہ ہیں) دینے کی کوشش
 کر رہے تھے کہ یہ فاسد العقیدہ ہے لیکن عبداللہ بن الحسن کی شفقت و محبت کی وجہ سے ان کے
 خلاف کسی سازش کو کامیاب نہیں ہونے دیا گیا۔ چونکہ عبداللہ کو مولانا محمد ایاس کے متعلق یقین تھا کہ
 یہ اپنے آدمی ہیں اس طرح مخالف لوگوں کی شنوائی نہ ہوئی شیخ بذاتہ محکمہ امر بالمعروف نہی عن
 المنکر کے رئیس تھے۔ اور ان کے تعلقات ولی عہد شہزادہ السعود سے بہت قریبی تھے اور ان کے
 معتمد خاص (پرنسپل سیکرٹری) بھی تھے چنانچہ ان تمام ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے
 بادشاہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ مولانا محمد ایاس نے حاجی عبداللہ دہلوی، عبدالرحمن بن ہند
 شیخ المطعوفین اور مولوی احتشام الحسن کے ساتھ بادشاہ سے ملاقات کی جلالۃ الملک نے
 بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر استقبال کیا اور اپنے قریب ہی معزز مہمانوں کو بٹھایا۔
 ان حضرات نے تبلیغ کا مفروضہ پیش کیا جس پر بادشاہ نے تقریباً چالیس منٹ تک توجہ دینے کی
 اور اتباع شریعت پر مبسوط تقریر کی، اس کے بعد بہت اعزاز کے ساتھ مسند سے اتر کر رخصت
 کیا اگلے روز بادشاہ نجد رحانہ ہو گیا اور معزز مہمان دوسری ملاقاتوں میں مصروف ہو گئے (دینی دعوے)
 اس ملاقات کے بعد عبداللہ ابن حسن سے جب ملاقات ہوئی تو انہوں نے بہت اعزاز و اکرام
 کیا اور مہربانیاں کی خوب تائید کی اور پوری طرح تعاون کرنے اور اعانت و امداد کا وعدہ کیا،

یہ تمام کام مکمل ہونے کے بعد آپ واپس تشریف لائے اور تبلیغ کے کاموں میں مصروف ہو گئے۔
اس معاہدے کے بعد تبلیغی جماعت کو مزید کسی تعاون یا کسی حقیر کی ضرورت نہ رہی تھی۔
مالی معاملات میں ہمیشہ کے لئے خود کفیل اور بے فکر ہو گئے چنانچہ پوری قصبہ کے ساتھ تبلیغی
سرگرمیوں میں لگ گئے۔

انگریز سرکار کی طرف سے جو امداد ملتی تھی اور بعد میں بند ہو گئی تھی، جس کا ذکر مکاتبات الصلحین
میں کیا گیا ہے وہ اس امداد سے پہلے کی امداد تھی۔ ظاہر ہے کہ اب کسی چھوٹی موٹی امداد کی ضرورت
بھی نہ تھی، خواہ مخواہ بدنامی مول لینے کی کیا ضرورت تھی اب اللہ کی مہربانی سے اپنی ہی سرکار
کے خزانے کھول دیئے گئے تھے۔

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ تبلیغی بھائی اپنے اعتقادات کو ابتدا میں مخفی رکھتے ہیں اور
اعتقادات کی طرح ذرائع آمدنی اور اخراجات کو بھی نہایت صیغہ راز میں رکھتے ہیں، کسی چیز
کو بھی کتنا ہی اخفاء میں رکھا جائے اصل معاملہ کسی نہ کسی صورت میں سامنے آ جاتا ہے اور
جاننے والے تو جان ہی لیتے ہیں کہ اصل حقیقت کیا ہے مگر ضرورت سے زیادہ پردہ داری دور
کار رویوں کو بھی مشکوک بنا دیتی ہے، اور اس میں کوئی شک نہیں جس کا دامن صاف ہوگا، وہ چوروں
کی طرح اپنی صورت حال کو مشکوک نہیں ہونے دیتا، تبلیغی درویشوں کا معاملہ غور طلب ہے
کہ یہ لوگ کیوں آمد اور خرچ کے اہم شعبے کو چھپاتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں تبلیغی اجتماعات میں اور اس کے تبلیغی دوروں پر کمر وڑوں، اربوں روپیہ
خرچ ہو رہا ہے۔ اگر کسی ذمہ دار یا غیر ذمہ دار تبلیغی بھائی سے پوچھ لے کہ یہ اتنے بڑے اخراجات
آخر کہاں سے پورے ہوتے ہیں تو بڑی سادگی سے ذرا مسکرا کر ارشاد فرماتے ہیں بس جی اللہ
دے رہا ہے، اگر انہیں بتایا جائے کہ تم سے زیادہ مرزائیوں کو اللہ دے رہا ہے تمہارے بیویوں سے
ان کے ٹھکانے میں زیادہ ہیں اور ان کا طریقہ تبلیغ زیادہ سائنٹیفک ہے اخراجات ان کے زیادہ ہیں اور ان
سے زیادہ اللہ پیروں پر مہربان ہے (اگر تم اس کو اللہ کی مہربانی کہتے ہو تو جس کی مذہبی اور سیاسی تنظیمیں
پوری دنیا میں جال کی طرح بچھی ہوئی ہیں اور اسلام کی بیخ کنی کے لئے سرگرم عمل ہے ان کی صرف خفیہ
تنظیموں پر کھربوں روپیہ خرچ ہو رہا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تبلیغی جماعت سے زیادہ خدا کی

لاڈلی امت تھی من دسلوئی انہی کے لئے نازل ہوا تھا تمہارے لئے تو دھینے کی چٹنی بھی نہیں آ
آخر تم کیسے اپنے آپ کو خدا کا برگزیدہ سمجھ بیٹھے ایک تمہارا پردہ گرام خدا کا پردہ گرام سمجھ کر دوسرے پردہ گرام
خدا کی مرضی کے خلاف قرار دیئے جائیں ؟

حضرات عقل کی بات کرو خدا عقل کی باتیں زیادہ پسند کرتا ہے جہالت اور حماقت اللہ کو پسند
نہیں تو کیا تبلیغی جماعت کے ان پڑھ خدا کو زیادہ پسند آگئے، آخر اسباب و عمل کی دنیا میں کوئی کام اسباب
کے بغیر کیسے سرانجام پاتا ہے؟ جی ہاں آخر اسی دنیا میں بڑے بڑے متقی اور متوکل گزرے ہیں جو اسباب
سے ہی گذراوقات کرتے رہے اسی دنیا میں انبیاء اور نبی الانبیاء بھی گزرے ہیں تمام دنیا نے ان کے
ذرائع آمد و خرچ دیکھے انہوں نے آٹے وقت میں اپنول اور غیروں سے مدد طلب کی یہودیوں سے
قرض لیا۔ معاشرتی زندگی کے تمام نشیب و فراز سے گزرے، تمہارا توکل کیسے ہے؟ اسباب و عمل سے
کیسے بالاتر ہوگا؟ اور اس مادیت کے عروج میں جبکہ اسباب و عمل ہی حکمت علی کا واحد ذریعہ سمجھا جاتا ہے
تو پھر تم ذرائع سے منقطع ہو کر کیسے چل سکتے ہو؟

اگر آپ کہہ دیں کہ جن کا کھائیں انہیں کا گائیں جن کی ایڈ انہی کے نظریات و افکار کی تردید تو کوئی
تمہارا کیا بگاڑے گا، منہ ڈھلنے نقاب اوڑھے کبت تک اپنے تقدس اپنے توکل کا جھانہ دیتے دہرائے
کبھی بات کو ٹٹلنے کے لئے کہہ دیتے ہیں صاحب حیثیت لوگ چپکے سے مال دے جاتے ہیں کسی کو
کانوں خبر نہیں ہوتی، تو اس ضمن میں دو چار حوالے کی باتیں ہو جائیں تاکہ چور کو اس کے گھر تک پہنچا دیا جائے
اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ یہ سب چکر ہے، سارا دھندا ددوغ کوئی اور مگر پریشانی ہے۔

۱۔ مولانا کے ابتدائی دور ہی کا واقعہ ہے کہ مرکوز نظام الدین کے آنے جانے والوں اور مدرسہ کے لئے
جو فنکے جاری تھا اور اب بھی جاری ہے اس سلسلے میں قرض کی رقم بہت دونی تک ادا نہ ہو سکی
جس دکان سے سامان آتا تھا۔ اس کے مالک نے تقاضا کیا تو اس قرض کی ادائیگی نیز مستقل
انتظام کے لئے دہلی کے چند با توفیق اور مولانا سے تعلق خاص رکھنے والے دوستوں نے مولانا
کے علم میں لائے بغیر چپکے سے اس وقت کے پچیس ہزار روپے آپس میں جمع کئے اور یہ طے
کیا کہ مولانا کو اطلاع کے بغیر یہ رقم انتظام میں خرچ کی جائے۔ لیکن جب کسی نہ کسی طریقے
سے مولانا کو اطلاع ہو گئی تو فرمایا آپ لوگوں نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا لیکن میرے ساتھ

یہ ظلم کید ہے جب اس طرح کے انتظام آپ لوگ کریں گے تو پھر ہم اللہ کی مدد کے قابل نہ رہیں گے اور حکم دیا کہ سب لوگ اپنی اپنی رقم واپس لے لیں چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ایک شخص نے اپنی کچھ جائیداد وقف کرنے کی غرض سے مرکز نظام الدین میں دفتر کے منشی سے عرض مدعا کیا، اسی دوران مولانا بھی آگئے پوچھا کیا کر رہے ہو حقیقت حال بتائی گئی تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا مجھے اپنے مدرسہ کے لئے کوئی جائیداد نہ چاہیئے۔

مولانا محمد ایاس کے انتقال کے چار پانچ ماہ بعد ایک بڑے تاجر نے جو حضرت مولانا محمد ایاس کے بہنیت معیت مند تھے تشریف لائے اور مولانا محمد یوسف کی خدمت میں ایک بڑی رقم پیش کی، مولانا نے یوسف سے انکار کر دیا انہوں نے کہا آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد سے میرا کیا تعلق تھا اور مجھ سے کتنی محبت فرماتے تھے لیکن مولانا نے فرمایا صحت ہے لیکن مجھ کو یہ رقم نہ چاہیئے۔ مولانا محمد یوسف کی حیات صحابہ کی طباعت کے سلسلے میں حیدر آباد اور بمبئی کے چند صاحب حیثیت دوستوں سے دس ہزار کی رقم جمع کر کے طباعت کے سارے مراحل طے کر لئے لیکن جب مولانا کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے وہ ساری رقم واپس کر دی اور طباعت کے تمام اخراجات خود برداشت کئے وغیرہ وغیرہ (بحوالہ تبلیغی جماعت)

یہ تبلیغی درویشوں کا مالی بھٹ جس کے دو پلو بتائے جاتے ہیں یا انہیں خدا دیتا ہے یا نیک صالح لوگ چپکے سے راتوں رات یہ سارا کام کر جاتے ہیں۔ راتوں رات کام کرنے کے واقعات بہت ہیں لیکن دو مستند روایتیں پیش کی جاتی ہیں۔

ایک کا ذکر مٹنا پہلے ہو چکا ہے جو ان کے اپنے ہی حلقے، اپنے ہی مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا تھا کہ مولانا محمد ایاس رحمۃ اللہ کی تبلیغی جماعت کو ابتداء حکومت برطانیہ کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھر رقم ملتی تھی پھر بند ہو گئی۔

دین سے محبت کرنے والوں نے اس کام میں دل کھول کر حصہ لیا، گورنمنٹ برطانیہ کے علاوہ کئی صاحبِ درد لوگ اور بھی تھے مثلاً ۱۹۶۶ء کا قصبہ بے تبلیغی جماعت کا ایک عالمی اجتماع صوبہ بہار کے ”بنیا“ نامی ایک قصبہ میں ہوا تھا۔ کانپور کے ایک دیوبندی اخبار ”پیام ملت“ نے اس خبر کی تفصیلات شائع کی تھیں کوئی دھوکہ لے کر معنی تیار کر رہا ہے کوئی راشن کی دکانیں کھولے بیٹھا، شکر کے انبار لگے ہیں

کھانے کا اعلیٰ انتظام ہے، جہتوں نے خدا کے لئے اپنا گھر بار چھوڑ کر جگلوں کو آباد کیا دیندے کے بد
آخرت کا سودا کیا یہ سب انتظام اپنی کے لئے تھا تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ ہو۔ اگے چل کر اخبار سوال کر
ہے کہ آپ کو معلوم ہے جنگل کس نے آباد کیا؟ اور خود ہی جواب دیتا ہے۔ "جہنوں نے خدا کے لئے
چھوڑ کے جنگل آباد کئے یہ تبلیغی جماعت کے درویش تھے اور ان درویشوں کے لئے جہنوں نے اپنی ضرورت
پیش کیں۔ جنگل کا منگل بنایا سارا انتظام سنبھالا، یہ ہاں بھائی اور جن سنگھی سادہ ہوتے تھے۔"

کیسے کیسے صالح لوگوں نے اس نیک کام میں حصہ لیا۔ نیک کام کرنے کا شوق خدا جس کو دے دے
تبلیغی جماعت کا قول اور قناعت بہت مشہور ہے پرانے زمانے کے بزرگوں کے تھے اور داستانیں سنتے
تھے اور مافوق الفطرت واقعات پڑھتے تھے، اس کی جھلک بالکل ماڈرن انداز میں تبلیغی جماعت نے پیش کی
تاکہ ان واقعات میں جو مشترک انداز آمیزش ہو چکی ہے اس میں نکھار پیدا کیا جائے اور مشترک از رسومات کو مشرف
بدعا بیت کر کے ایک نیا رنگ پیدا کیا جائے۔ اس اجمال کی تفصیلات تبلیغی نصاب کے مطالعے سے
واضح ہو جائیں گی اس نصاب کا جائزہ لیں جو کہ اس جماعت کا تربیتی کورس بھی ہے۔

تبلیغی نصاب

تبلیغی جماعت نے اپنے درویشوں کو لکھنے پڑھنے کی زحمت سے محفوظ کر لیا ہے یہی وجہ ہے کہ
ان کے ہاں کسی کتاب کا وجود نہیں تھا اگر کسی نے کچھ کام کیا بھی ہے تو جماعت کے پیٹ فارم سے ہٹ کر لیا ہے
تاکہ بدنامی کے داغ دھبے نہ ہونے نہ پڑ جائیں اور لکھا پڑھا ہونے کا کوئی طعنہ نہ دے، دوہری پالیسی
جہاں بھی ہوگی، جو جماعت بھی اپنے لئے وہ نوک قلم سے ریکارڈ بن جاتا ہے جس کی صفائی پیش کرنا مشکل
ہو جاتا ہے یہ لوگ نہ لکھنے پڑھنے کے کاموں میں اتنا زیادہ سنجیدہ ہیں کہ قرآن پاک کی تلاوت سے بھی پرہیز
کرنے لگے، ان کی اسی حرکت کی گرفت ان کے اپنے ہی حلقے کے ایک مشہور صحافی، شاعر نے کی کہ
کیسے یہ لوگ اپنے نصاب کو قرآن پر بھی ترجیح دیتے ہیں اور کس قدر اپنے نصاب کا احترام کرتے ہیں۔

صدقات اور تبلیغی نصاب کے مصنف کے تقدس کے پیش نظر جماعت والوں نے اس نصاب کو
من دعن اپنا لیا ہے لیکن ہدایت کے بعض حلقوں میں اس حرکت کو پسند نہیں کیا گیا۔ انہوں نے
اس پر خاصی لے دے کی اور اس کے نیچے ادھیڑ دیئے ایک رسالہ پیش نظر ہے۔ ہندوستان سے شائع

ہوتا ہے "استقامت" بلکہ نام ہے وہابی حلقوں کے حوالے سے لکھتا ہے کہ مسلمان قرآن پاک کی عظمت کے سامنے سرخم ہے اگرچہ کسی بھی مسلمان فرقے سے تعلق رکھتا ہو قرآن پاک کے احترام میں بکثرت کی جرأت نہیں کرتا لیکن تبلیغی والے اپنے نصاب کو کس طرح قرآن پر فوقیت دیتے ہیں اس کی جھکیاں ملاحظہ کیجئے۔ یہ اقتباس تابلش جمہدی کی کتاب تبلیغی نصاب ایک مطالعہ سے لئے گئے ہیں اور تابلش جمہدی حلقہ دیوبند کے اہل قلم ہیں لکھتے ہیں :-

"ایک بار میں نے شیخ محترم کی زندگی میں ہی پندرہ روزہ اخبار "اجماع" میں تبلیغی نصاب کے متعلق ایک مضمون لکھا تھا جس میں میں نے بڑے دردمندانہ انداز میں اس کی بعض خامیوں کا ذکر کرتے ہوئے یہ بتایا تھا کہ تبلیغی جماعت والے اس کتاب کو قرآن اور حدیث پر بھی علم فوقیت دیتے ہیں۔ میرا یہ مضمون پڑھ کر ہمارا اثر کے ضلع نانڈیہ کے ایک تبلیغی بھائی نے ہندایت پر غضب خط لکھا جس کی چند مسطور یہ ہیں۔

"میر تابلش — ہر اکم اللہ اخبار اجتماع میں آپ کا مضمون پڑھا آپ نے اس میں لکھا ہے کہ تبلیغی جماعت والے تبلیغی نصاب کو قرآن پر فوقیت دیتے ہیں، اول تو ایسا ہے نہیں اور اگر ہے بھی تو کیا حرج کی بات ہے قرآن تو صرف قرآن ہے اس سے صرف ایک ہی طرح کی بات معلوم ہوگی مگر تبلیغی نصاب میں قرآن بھی ہے ۱۷ حدیث بھی ہے اور اقوال بزرگان بھی ہیں جس سے بیک وقت تین طرح کی رہنمائی مل جاتی ہے۔"

تبلیغی بھائی کی اس عبارت پر تابلش صاحب کا تبصرہ ملاحظہ کیجئے "شاید یہ تصور تبلیغی جماعت میں عام ہو گیا ہے اس لئے کہ گذشتہ کئی سالوں سے یہ بات دیکھنے میں آرہی ہے کہ جہاں جہاں اور جن مساجد میں درس قرآن کا پروگرام ہوا کرتا تھا وہاں اسے ختم کر کے تبلیغی نصاب کی خواندگی شروع کر دی گئی جسے ان کی اصطلاح میں تعلیم کہا جاتا ہے اور تبلیغی نصاب کو اسی عظمت و احترام کے ساتھ رکھا جاتا ہے جس عظمت و احترام کے ساتھ مسلمان قرآن کو رکھتے ہیں، عمدہ ریشمی جزدان میں لپیٹا۔ رمل پر رکھا کر پڑھنے کا اہتمام کرنا پڑھنے سے پہلے اور بعد میں چوم کر آنکھوں سے لگانا اور طاق میں رکھنے وقت اس بات کا محاذ رکھنا کہ اس کے اوپر کوئی بھی کتاب نہ رکھی جاسکے (حتیٰ کہ قرآن بھی)

تبلیغی جماعت تبلیغی نصاب کو قرآن پر جو فوقیت دیتی ہے، اپنے اس الزام کی تائید میں تابلش صاحب لکھتے ہیں۔ آپ ملک کی کسی مسجد میں چلے جائیں وہاں لوگ آپ کو صحت شام تبلیغی نصاب کی تلاوت کرتے ہوئے ملیں گے یہاں تک کہ دارالعلوم دیوبند جیسی عظیم الشان دینی یونیورسٹی کی مسجد

میں بھی نمازوں کے بعد تبلیغی نصاب ہی کی خواندگی ہوتی ہے۔ درس قرآن و حدیث کا نام و نشان نہیں ملے گا اور اگر کوئی شامت کا مارا درس قرآن و حدیث کی بات کر بھی دے تو فوراً اسے گمراہ پنچری تصفیر کیا جانے لگتا ہے۔

اس شہادت کے واضح ہوا کہ تبلیغی جماعت والے مسلمان ہر دو طرح سے تبلیغی نصاب کو قرآن عظیم پر فوقیت دیتے ہیں اگرچہ تبلیغی نصاب میں بہت سی گمراہ کن خامیاں پائی جاتی ہیں لیکن ان خامیوں کو دور کرنے میں عمل کے دیوبند نے چشم پوشی کی پالیسی کو ترجیح دی اور تبلیغی نصاب کی اصلاح سے گریز کیا جس پر مجربانہ غفلت کو تائید صاحب ہی کی زبانی سنئے۔

مجھے اب تک یاد ہے کہ اب سے دس گیارہ سال قبل مولانا ابو الوفا صاحب ممبئی کے محلہ ٹھکان دارٹی کے سالانہ جلسہ محرم میں تشریف لائے ہوئے تھے میں بھی اس میں بحیثیت شاعر مدعو تھا ظہر کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد سے جب واپس ہوئے تو مرزا عبدالستار صاحب (جو کہ میزبان تھے) نے فرمایا حضرت: یہ جو مساجد میں شیخ الحدیث صاحب کی کتاب پڑھی جاتی ہے اس میں بڑی خامیاں ہیں بہت سی روایتیں ضعیف ہی نہیں بلکہ موضوع ہیں۔ اکثر واقعات ناقابل فہم اور سن ٹھٹھ ہیں کیا ہمارے ملے میں کوئی ایسا عالم نہیں جو ان کی چھٹائی کر دے تاکہ اس کے سننے والوں میں صحیح دینی شعور پیدا ہو۔ حضرت مولانا نے جواباً فرمایا کہ اہل کام کو مولانا حبیب الرحمن اعظمی، مولانا قاضی اظہر مبارک پوری اور اخلاق حسین قاسمی بخوبی انجام دے سکتے ہیں مگر یہ لوگ شاید اس کے لئے آمادہ نہ ہوں۔ اس لئے کہ تبلیغی نصاب پڑھنے والوں کا حلقہ بہت بڑا ہے وہ سب کے سب ان کے دشمن ہو جائیں گے۔ الحمد للہ میں اپنے اندر یہ جرأت پاتا ہوں کہ بلا کسی خوف، دھم و دھم کے اس کام کو کروں مگر میں بے حد مصروف ہوں آپ یقین کیجئے کہ خطوط کے جواب بھی بدقت تمام دے پاتا ہوں۔

مولانا کے اس جواب پر تائید صاحب تبصرہ کرتے ہیں: حضرت مولانا مرحوم کے اہل جواب سے میں شدید حیرت و تشویش میں مبتلا ہو گیا میری سمجھ میں یہ بات بالکل نہیں آرہی تھی کہ ہمارے وہ علماء اکابر جن کا منصب یہ ہے کہ عوام کی رہنمائی و قیادت کا فریضہ انجام دیں اور ان کے اندر صحیح اسلامی شعور پیدا کریں وہ اس درجہ مصلحت اور رواداری کا شکار ہو گئے کہ ان کے اندر سے جرأت ہی کوئی یکسر مفقود ہو گئی۔

تائیں صاحب نے الزام عائد کیا کہ تبلیغی نصاب یہودی سازش کا شاخسانہ ہے وہ لکھتے ہیں کہ ”یہودیوں کی سازش یہ رہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے اندر سے روحِ جہاد ختم کر دیں اپنے اہل مقصد کی تکمیل کے لئے یہودی مشن نے ہر دور میں علماء اور مذہبی جماعتوں کو استعمال کیا۔ راقم الحروف کی رائے میں محترم شیخ الحدیث مولانا زکریا کی یہ کتاب تبلیغی نصاب اسی سازش کا شکار ہے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر میں کہوں گا کہ یہ کتاب مشہور انگریز مستشرق ڈاکٹر آرنلڈ کی کتاب (پریجینک آف اسلام) سے کم نہیں جس کے بارے میں علامہ فرید الدین خراہی جیسے اربابِ نظر کی رائے ہے کہ یہ ”روحِ جہاد کو ختم کرنے کے لئے لکھی گئی ہے“

یہ ہے تائیں جہدی کی رائے تبلیغی نصاب کے بارے میں جو کہ گھر کے عبیہ ی تبلیغی نصاب کے تقدس کے ضمن میں جماعت کے ذہنی تقید کا ایک واقعہ عرض کرتا چلوں کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ تبلیغی والے رائے وٹڈ کو مکہ معظمہ سے زیادہ اہمیت دیتے ہیں، میں نے اسکی بات اس لئے نظر انداز کر دی کہ لوگ ایسی باتیں بلاوجہ گھڑ لیتے ہیں اور کسی کو بدنام کرنے کے لئے ایسی داستانیں چلتی رہتی ہیں لیکن ایمان داری کی بات یہ ہے میں اس واقعہ کو اس لئے ذہن سے نہ نکال سکا کہ یہ واقعہ بیان کرنے والا کوئی مذہبی آدمی نہ تھا بلکہ اس نے جس طرح سنا تھا من و عن بیان کر دیا۔

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ایک تبلیغی بھائی سے واسطہ پڑ گیا۔ میں نے اُن سے پوچھ ہی بیا کہ حضرت یہ کہا جاتا ہے کہ رائے وٹڈ مکہ معظمہ سے افضل مقام ہے اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟؛ فرماتے لگے ”تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے، مکہ معظمہ کو اس وجہ سے فضیلت ہے تاکہ وہاں خدا ذکر زیادہ ہوتا ہے لیکن رائے وٹڈ میں وہاں سے زیادہ ذکر ہوتا ہے۔“ تسلی ہو گئی تھی مزید کچھ کہنے یا پوچھنے کی حاجت نہ رہی۔

مولانا محمد الیاس نے کہا تھا کہ عوام بھڑکے یوں کی طرح ہیں ایک خرابی دُور کرو دُوسری خرابیاں اور پیدا ہو جائیں گی۔ تبلیغی جماعت کے درویشوں کے لئے نہایت موزوں ہے بلکہ یہ مقولہ ہے ہی ان کے لئے اگر خرابی کے بدلے خرابیاں ہوں تو کوئی تعجب نہیں ایک اچھی بات ہے اگر خرابی پیدا ہو جائے تو سمجھ لینا چاہیے کہ اس نظام میں خرابی ہے، حاملینِ امت کے دلگداز واقعات سے نرم خونی پیدا ہوتی ہے، اور اسی حکمت کے پیشِ نظر مولانا محمد زکریا صاحب نے ایسے واقعات پر مشتمل اپنی جماعت کے درویشوں کیلئے تبلیغی نصاب اور حدیثات کو مدون کیا تھا انہوں نے ایک اچھی ترکیب ایجاد کی تھی بد اعمالی سے عملِ صالحہ

کی طرف لٹنے کا یہ اچھا طریقہ تھا لیکن جب یہ واقعات تبلیغی جماعت کی بھیلوں کو سنائے گئے تو غیر
 باطل برعکس برآمد ہوا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ یہ واقعات جو صدقات میں مندرج نہیں صالحین امت کے
 تذکرے اور وہابیت کے عقائد آپس میں متصادم تھے۔ گویا ہر ہر واقعہ کفر و شرک کی ایک مثال تھی ایک طرف
 وہابیت جو شرک و شرک کو قی ہے وہ سب کچھ وہی تھا جو صدقات میں ہے نتیجہ یہ ہوا ان واقعات
 کی تاثیر اور رٹے رٹائے توحید و شرک کے سبق کے درمیان جو غلطی حائل تھی اس کو پاٹنے کا لاشعور
 فعل اُن کی ذات کے گرد چکر کاٹنے لگے یعنی خود کو بھی ایسا ہی با خدا، مرد کامل تصور کرنے لگے جو کچھ
 صدقات سے تاثر قبول کیا تھا اس کا نتیجہ ظاہر ہے تنگ رعونت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟ ان کی
 اسی رعونیت کی وجہ سے وہابیوں کے دوسرے حلقے ناراض ہونے لگے۔ چونکہ تبلیغی درویش اپنی صلیبت
 کے مقابلے میں کسی کی پرواہ نہیں کرتا، اپنی جہالت کے باوجود خود کو فرائض نبوت کو پورا کرنے کا اہل سمجھنے
 لگے۔ اور وہابی حلقوں سے یہ صدائے بارگشت کہ "تبلیغی والے ناعاقبت منڈیش غریب کی فضا پیدا کر رہے ہیں"
 سنائی دینے لگی، شرک کی بڑ اور صالحین کے واقعات کی خوشبو نے جماعت کے درویش کو یہ سمجھنے سے
 معذور کر دیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں ان کا کیا پروگرام۔ البتہ مردست جہالت اب تک دیکھنے میں آئی ہے
 وہ بھی ہے کہ بے لگ ابھی اپنی نفری میں اضافہ کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کسی دو باتوں میں کوئی
 مماثلت نہیں، آپ خود اس کا جائزہ لیں، فضائل صدقات کو ایک طرف رکھیں اور تقویت الایمان،
 حفظ الایمان۔ براہین قاطع، فتاویٰ رشیدیہ، مراطع مستقیم کو ایک طرف ایک لمحہ بھی آپ تردید کے بغیر
 کہہ اٹھیں گے کہ یہ دو الگ الگ متصادف فرقوں کی دستاویزیں ہیں۔ جنہیں یک جہت نہیں کیا جاسکتا۔
 دیوبندی وہابیت کا جو المیہ تھا وہ مکمل طور پر تبلیغی جماعت کی شکل میں نمودار ہوا، بانیانِ دیوبند
 نے وہابیت اور مشائخت میں جو باہم پیوند کاری کی تھی اسی سے تبلیغی جماعت تولد ہوئی، دو متصادف چیزوں
 سے جو تیسری چیز برآمد ہوتی ہے وہ پہلی دونوں سے مختلف ہوگی، یہی وجہ ہے کہ اہلسنت تبلیغی والوں کو
 وہابی سمجھتی ہے اور وہابی حلقے انہیں یہودی سازش کا نتیجہ تصور کرتے ہیں۔
 تبلیغی جماعت کی حکمت عملی جہاں مصالحانہ اور درویشانہ ہے وہاں منتقمانہ بھی ہے اس پالیسی کی
 وضاحت کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف نے ایک خط میں لکھا تھا:
 "ہمارا تبلیغی کام صرف عمل صالح کے لئے نہیں بلکہ اول یہ ایمانی تحریک ہے بعد میں اعمال صالح کی

تحریک ہے اب تک ۲۰-۲۵ سال کے تجربے سے یہی معلوم ہوا ہے کہ شرکیہ رسوم (فاتحہ، درود، میلاد وغیرہ) اور گناہوں کے چھڑنے سے لوگ رسوم اور گناہوں کو چھوڑتے نہیں ہیں۔ لیکن ان کو ساتھ لے کر جماعتوں میں پھرایا جائے اور ان کے سامنے کلمہ طیبہ کا صحیح مطلب اور مطالبہ سامنے آتا رہے تو رسوم اور گناہوں کو خود بخود چھوڑ دیتے ہیں یہ ہمارا تجربہ ہے۔ یہ مصالحنہ پالیسی ہے اور منقہ از رو یہ بھی ہے اس کا اظہار چند مثالوں سے ہوتا ہے۔

کچھ عقیدت مندوں نے خواجہ حسن نظامی سے شکایت کی کہ یہ لوگ مزارات اویار، عرسوں، نذر دیند کے دشمن ہیں۔ تو جواب میں انہوں نے فرمایا کہ ”مولوی محمد الیاس مرحوم میرے ساتھ گنگوہ میں پڑھتے تھے جبکہ ان کے بھائی مولوی محمد یحییٰ صاحب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے زیر اثر تعلیمی کام کر رہے تھے۔۔۔۔۔ اور جب سے مولوی محمد یوسف صاحب نے جماعت بندی کی ہے ہر جماعت لوگ بکثرت آتے ہیں جو درگاہوں کے مخالف ہیں چنانچہ ایک سال ہوا اس جماعت کے نو آدمی دودھ شریف کے اندر جوتیاں سے کہ چلے گئے اس پر لڑائی ہوئی اور فریقین کے آدمی زخمی ہوئے مردوں اور عورتوں کو پولیس میرے پاس لائی اور میں نے صلح کرادی، اس خاندان کا شاگرد ہوں مگر ان کے عقائد کے خلاف ہوں۔“

جماعت کی ہدایت پر جماعت کے درویش اگرچہ ضبط و تحمل سے کام لیتے ہیں اور نہایت بردباری اور علمی اختیار کرتے ہیں لیکن جیسے ہی انہیں حالات سازگار آتے ہیں اپنا یہ لبادہ اتار پھینکتے ہیں نقاب کواٹھ دیتے ہیں، اپنے بھیاناک اور مکروہ چہرے کے ساتھ سامنے آ جلتے ہیں۔ مولوی عبدالرحیم دیوبندی کا بیان ہے ”آج ہر جگہ انتشار و اختلاف پھوٹ پڑا، جس کا سب سے زیادہ مظاہرہ علاقہ میوات میں ہو رہا ہے۔ مسلم کشی کی اتنی مشق کے بعد علماء کی ابر و زری انتہائی تعجب خیز ہے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ (تبلیغی درویش)، ذہنی اور عملی طور پر ایک جماعت (مجتہدیت) سے منسلک ہیں۔ آپ نے اخبار میں پڑھا جو گا فیروز پور جھروکہ میں ایک مولوی صاحب کو لاکھٹیوں سے زخمی کر دیا گیا۔ استاذ الاساذ شیخ میوات حضرت مولانا عبد السبحان کے بڑے صاحبزادے مولانا عبد المنان کو گھیر لیا۔ تاویہ ہے تبلیغی جماعت کا مخالف“ (راہول دعوت و تبلیغ)

لاہور کے دو نوجوان محمد اقبال اور محمد خان تبلیغی جماعت کے ظاہری محاسن سے متاثر ہو کر رائے وند

کے سالانہ اجتماع میں پہنچ گئے، رائے ونڈ کے عظیم اجتماع سے مسکرم ہو کر جذبہ ایمانی بھراک اٹھا اور فرم
 تکبیر، نعرہ رسالت پکارنے لگے، "اجتماع کے مسئولین نے ہاتھوں ہاتھ ایک لیا اور ایک کو ٹھٹھی میں سے لے
 بغیر اس کے کہ پوچھتے یہ تازیبا حرکت کیوں کی، چھت سے اٹھ کھڑا ڈنڈوں سے کھوٹ پڑی درست کرنے لگا
 یہ محمد خاں کی کھوٹ پڑی کی ریپرنگ تھی۔ اقبال نے جب یہ منظر دیکھا تو مبہوت ہو کر بڑبڑانے لگا۔ یہ کیوں
 یہ کس لئے؟ ہوں!! اجتماع میں نعرے لگاتے ہو۔ یہ ایک منتظم کی طرف سے اقبال کے سوال کا جواب
 تھا اور اقبال کا جذبہ ایمانی ٹھنڈا پڑا ہوا تھا، چونکہ اسی کو ٹھٹھی میں پہلے سے چار چھوٹے بند پڑے تھے
 جن کا سب کچھ جی سرکار ضبط ہو چکا تھا اور ان سب کو مولانا "بشر جنگ" کی آمد کا انتظار تھا کہ اتنے میں
 یہ شیر بھی آگئے اور آتے ہی اعلان جنگ کے بغیر اقبال کی کھوٹ پڑی پر ایک ڈنڈا اس پھرتی سے رسید کیا
 کہ اس کے تمام تیج پڑے ڈھیلے پڑ گئے بے ہوش ہو کر اونڈھا جا پڑا لیکن شک تھا کہ یہ مکر ہے اس لئے
 چھت سے اٹھ کھڑا کہہ رہی سہی کسر پوری کر دی لیکن انتظامی بد بختوں کو جنوں اور دیوانگی میں یہ خیال تک
 نہ آیا کہ جان دار چیز ہے جان سے جلتے گامیکن ان کی بلا سے انہیں تو پاناشہ پور کرنا تھا۔

اس کارروائی کے بعد جب دُعا ہوش میں آئے تو ایک تحریر پر بے ہوش اقبال کے ہاتھ انگوٹھے لینا
 چاہے یہ دکھانا مقصود تھا کہ ٹریفک کے حادثے میں دونوں زخمی ہوئے اس کارروائی کے بعد دونوں کو
 گنگارام ہسپتال میں داخل کرادیا گیا اور وہاں جب یہ دونوں ہوش میں آئے تو چپکے سے ان کے کان
 میں بتا دیا گیا کہ اگر "راز" راز نہ رہا تو یہیں اسی ہسپتال میں تمہارے علاج کے (دزہریلے) ٹیکے بھی موجود ہیں
 مولانا "بشر جنگ" اقبال کے نواحقین سے نہایت ہمدردی کے ساتھ پیش آئے اور اسلامی بھائی چارے
 کے جذبے سے امداد کی پیش کش کی، مولوی صاحب کے انداز سے اقبال کی بیوی تاڑ گئی اور معاملہ کسر پٹری
 سے گزر کر رائے ونڈ میں تفتیش تک جا پہنچا لیکن یہاں ہسپتال میں اقبال کی حالت بگڑتی جا رہی تھی معلوم ہوا
 وہ دماغی توازن کھو چکا تھا لیکن ہسپتال کے عملے کی کوشش سے اقبال ہوش میں آگیا۔ بیوی نے پوچھا: بتاؤ
 تو معاملہ کیا ہے؟ اور یہ کہاں سے ایکسڈنٹ ہو گیا لیکن اقبال شاید آخری بار ہوش میں آیا تھا اور سب کچھ اپنی
 بیوی کو بتا کر ہمیشہ کی نیند سو گیا۔

اقبال کی بیوی بیمنج دپکار کرتی ہوئی مارشل لار حکام کے پاس پہنچ گئی، اقبال نے جب دم توڑا، اور
 اس کی بیوی نے مارشل لار حکام کو صورت حال سے آگاہ کیا تو یہ ۱۷ نومبر ۱۹۳۱ء کی تاریخ تھی۔

تبلیغی درویشوں نے نہایت ہراساں طریقے سے میانی صاحب کے قبرستان میں اقبال کو دفن کرنا چاہا، اس کے لواحقین نے چیخ و پکار کی لیکن تبلیغی والوں کے ہاتھ لمبے تھے اقبال کو نہایت رازداری سے مٹی کے نیچے دبا دیا گیا۔

اقبال کی بیوی ایک بار پھر مارشل لا حکام کے پاس روتی بیٹھی پہنچ گئی، چنانچہ مارشل لا راولوں کے حکم سے ڈی۔سی لاہور نے نقش کا پوسٹ مارٹم کرنے کا حکم دیا مقامی مجسٹریٹ تحسین احمد تحسین اور پولیس کے اعلیٰ افسران کی موجودگی میں پولیس سرجن نے قبر کھدوائی اور پوسٹ مارٹم کیا۔

سرجن کی رپورٹ تھی کہ "اقبال کی موت کا سبب دماغ میں ضرب شدید لگنے سے واقع ہوئی اور سر کا زخم ساڑھے (۱۰) گہرا ہے جسم کے دوسرے حصوں پر مزلیوں کے ۴۵ عدد نشان ہیں خود پولیس اس معمولی سے واقعہ پر کاپٹ اٹھی اور نوک اسلام کے ٹھیکیداروں کے اس عظیم کارنامے پر مبہوت رہ گئے اور پوچھ رہے کہ یہ وہی مسکین، درویش ہیں جو کتاب و سنت کی پیروی کی رٹ لگاتے نہیں تھکتے؟ کیا یہی ان کا اسلام ہے کیا اسی ایک دن کے لئے یہ مسکین صورتیں بنارکھی ہیں؟ کیا یہ صالحیت کی نقاب اسی لئے اوڑھ رکھی ہے؟ کیا ان کے ہونٹ انہی دھڑ سے خشک ہو رہے ہیں کہ وقت سے پہلے یہ جھانڈا پھوٹ نہ جائے۔

تبلیغی درویشوں کے یہ کارنامے دیکھتے ہوئے نجد کے صحوافروں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے جب ان کا جد امجد اور نجد کا ہیرو درعیہ سے نکل کر حرمین طہیین کے باسیوں کو دعوت ان کے مال و اسباب کو نستان کے بیوی بچوں کو غلام بناتا ہوا اس مقدس سرزمین پر فتنہ برپا کر کے اپنے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگین کر کے اس حکومت کی بنیاد رکھتا ہے۔ جس کے خوچے پر یہ مسکین پروان چڑھ رہے ہیں اور ایسا لگتا ہے کہ جیسے نجد کے صحوافر و ایک بار پھر جہنم پر آرہے ہیں یقین نہیں آتا کہ یہ وہی دم سادھے درویش ہیں جن کی صورت دیکھنے سے خدا یاد آتا ہے۔

لیکن کیا کیا جائے ان کے عظیم کارنامے کوئی راز نہیں جن کارناموں کا تذکرہ اخبارات ماہ ناموں اور روزناموں میں ہو، اس سے کیسے انکار کیا جاسکتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اخبارات کی شہ سرخیاں:-

۱۔ تبلیغی جماعت کے ملاؤں کے بہیمانہ تشدد کا شکار ہونے والا جان بحق ہو گیا متوفی کو چھت سے اٹھا کر ڈنڈوں سے چٹا گیا آج قبر سے لاش نکال کر پوسٹ مارٹم کیا جائے گا۔ مرحوم کی بیوہ نو مقدمہ روکنے کے لئے دس ہزار روپے کی پیش کش کی گئی۔ روزنامہ حیات ۵ ہجور، راولپنڈی ۱۹ نومبر ۱۹۷۷ء

- ۲۔ "دانش و دانش زخمی ہونے والے دکاندار نے ہسپتال میں دم توڑ دیا۔ اجتماع کے منتظرین دکاندار اور اس کے ساتھی کو اٹاٹھا کر تشدد کا نشانہ بنایا تھا" مساوات ۱۹ نومبر ۱۹۶۷ء
- ۳۔ "ذخنی محمد خان کے گھر کے گرد پراسرار نقل و حرکت تبلیغی جماعت کے غنڈے تشدد کے واحد یعنی گواہ اعزاکرنا چاہتے ہیں، پولیس قتل کی واردات کو حادثے کا رنگ دینے کی کوشش کر رہی ہے۔"

روزنامہ حیات ۴۴ نومبر ۱۹۶۷ء

پولیس نے شیر جنگ اور ان کے ساتھیوں کے خلاف اقدام قتل اور حبس بے جا کے الزام میں مقدمہ درج کر لیا لیکن کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی اور اس مبینہ قتل کو ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا گیا۔

وہابیت کے تمام شعبوں میں تبلیغی جماعت سوچ کے اعتبار سے بالکل منفرد ہے، انہیں جاہل رکھنے اور فلسفہ اس مقام پر سمجھ میں آتا ہے لکھے پڑھے انسان میں کچھ نہ کچھ انسانیت کی رت ہوتی ہے اس کا تعلق خواہ کسی گروہ سے ہو، لیکن تربیت یافتہ، جنونی اور جاہل مطلق اپنی حیات کے نتیجے پر پہنچنے سے پہلے دم نہیں لیتا، اور شاید وہ دقت دور نہیں جب یا جوج ماجوج اپنے جوہن پر ہوگی اور مسلمانوں کے خون سے ہی اپنی پیاس بجھائے گی۔ ان کا جنونی جاہلانہ اور احمقانہ انداز فکر مسلمانوں کی عظیم اکثریت کے خلاف تیزی سے سرگرم عمل ہے جو ان کی اصلاح کرنے کی فکر میں نہیں بلکہ ان سے انتقام لینے کی تیاری میں ہے۔

کتابخانه ملی

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران

کتابخانه ملی ایران